ڈاکٹر سیدہ رقیہ

میرزا اکمل الدین اور مخبر الاسرار

مؤلفِ مخبر الاسرار حضرت شیخ اکمل الدین میرزا محمد کامل بیگ خان بدخشی نہ صرف کشمیر کے مقتدر اولیائے کرام اور بحرِ عرفان کے دُرِ بے بہا ہیں بلکہ فارسی شعر و سخن اور علم و ادب کے بھی نامور شہسوار ہیں۔ آپ کے جدِ اعلیٰ کا اسم مبارک حضرت سلطان خواجہ احمد یسوی العلویؒ ہے جو حضرت خواجہ یوسف ھمدانی کے مقتدر خلیفہ تھے حضرت سلطان خواجہ احمد یسوی کے جدِ اعلیٰ جناب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے فرزندِ ارجمند حضرت امام محمد حنیفؓ ہیں اس نسبت کی رو سے آپ کی سیادت ثابت ہے۔

شیخ اکمل کے اسلاف کا اصلی وطن تاشقند تھا۔ آپ کے دادا ملک محمد خان تاشقند سے ہجرت کر کے بدخشان چلے آئے اور کچھ عرصہ کے لیے مقیم رہے اسی وجہ سے آپ کے اسم گرامی کے ساتھ لفظِ بدخشی بھی چسپاں ہوا۔ ملک محمد خان شہنشاہ اکبر کے عہد میں ھندوستان تشریف لائے۔ شہنشاہ نے ان کی علمی و فوجی صلاحیت کی بنا پر انہیں "محمد قلی خانؔ" کے خطاب سے نوازا اور صوبہ کشمیر کا دیوان مقرر کیا۔

Scanned with CamScanner

ملک محمد خان نے بعد میں یہاں پر ہی مستقل سکونت اختیار کی اُن کے دو فرزند ایک عادل بیگ خان اور دوسرے کامل بیگ خان تھے میرزا عادل بیگ شاہ جہاں کے مصاحبان خاص میں سے تھے اور بادشاہ نے اُن کو امیر الامرا کا رتبہ عطا کیا تھا اسی وجہ سے وہ شاہی محلات میں ہی قیام کرتے تھے ۱۰۵۴ھ میں اُن کے ہاں ایک اولادِ نرینہ (میرزا اکمل الدین) نے جنم لیا۔ ان کی ولادت سے کچھ ہی عرصہ قبل اُن کے چچا کامل بیگ خان کا انتقال ہوگیا تھا بادشاہ کو ان سے خاص اُنس تھا اس لیے اس نوزائیدہ فرزندِ عادل بیگ کا نام بادشاہِ وقت "شاہ جہاں" نے کامل رکھا جیسا کہ خود میرزا اکمل "مخزن الاسرار" میں فرماتے ہیں ؎

کاملم شاہ جہاں نام نہاد است آں روز
کاندریں دارِ فنا کرد خدا میلادم

بادشاہ کے "کامل" نام رکھنے کے بعد آپ کے مُرشد بزرگوار حضرت خواجہ حبیب اللہ عطارؒ نے آپ کو اکمل الدین کے لقب سے نوازا چنانچہ اس سلسلے میں آپ یوں رقمطراز ہیں ؎

اکمل الدین لقبم کرد ز احسانِ مرشد
چونکہ بسیار نجاکِ درِ اُو افتادم

آپ کی ولادت کے صرف ڈیڑھ برس بعد آپ کے والد کا انتقال ہوگیا اور وہ دہلی میں ہی مدفون ہوئے۔ کچھ عرصہ بادشاہ نے خود تربیت فرمائی اور آخر والدہ صاحبہ کی وفات پر آپ کو اپنے دادا کے پاس کشمیر بھیج دیا گیا۔

میرزا اکمل نے عہدِ طفولیت میں ہی تمام علوم مذہبی اور فارسی زباندانی میں مہارت حاصل کی۔ بارہ سال کی ہی عمر میں مرشد کامل کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے

اور عبادات وریاضات میں منہمک ہو گئے اور دل وجان سے مُرشد کی خدمت بجا لاتے رہے۔ یہاں تک کہ پچیس سال کی عمر میں آپ کے مرشد کامل نے آپ کو ارشاد نامہ سے نوازا اور خلافت کی خلعت بھی پہنائی۔ اس کے بعد آپ لوگوں کو راہِ عرفان اور سلوک کا درس دیتے رہے۔ شعر وسخن گوئی میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ طبیعت روان تھی فی البدیہہ شعر فرماتے تھے آپ کا سارا کلام تصوف کے اسرار ورموز سے لبریز ہے۔ "مخزن الاسرار" کے علاوہ "بحر العرفان" نام کی ایک مثنوی بھی تالیف فرمائی جو اسی ھزار اشعار پر مشتمل ہے اور چار دفتروں میں تصوف کا ایک بحرِ بیکراں ہے۔

آپ کی خدمت میں ملک کے اطراف واکناف سے طالبانِ حق روحانی پیاس بجھاتے تھے۔ آپ نے بے شمار اصحاب کی تربیت فرماکر دین اسلام اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ آپ تمام سلسلوں کے مرشد ومجاز تھے آپ کی تبلیغی خدمات اس ملک میں قابلِ قدر ہیں۔ آپ نے ۱۱۳۱ھ میں بروز یک شنبہ ۲۹ ذی الحجہ بوقتِ صبح وفات پائی۔ تاریخِ وفات اس شعر سے ظاھر ہوتی ہے ؎

ای کامل اکمل مقدس
تاریخ تو خاتم اکمل بس

۱۱۳۱ھ

مخزن الاسرار کا ایک مختصر جائزہ

مخزن الاسرار حضرت شیخ اکمل الدین مرزا محمد کامل بیگ خان بدخشی قدس اللہ سرہ کے روحانی احوال، مقامات اور کمالات کا نادر و دلنواز منظوم فارسی کلام ہے جو تقریباً تین سو ابیات پر مشتمل ہے اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہ مصنف کی ایک

شاہکار تصنیف ہے ۔ اسے ۶ ذی الحجہ ۱۱۰۶ھ میں تالیف کیا گیا جیسا کہ خود حضرت میرزا اکملؒ فرماتے ہیں ؎

بود تاریخ ہزار و صد و شش ذی الحجہ

کہ من این راز دل از خانہ بصحرا دادم

مخزن الاسرار کی وجہِ تصنیف :-

ایک صاحب نے حضرت میرزا اکمل سے پوچھا کہ سلسلہ کرویہ میں امام الانبیاء، خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک آپ کے کتنے واسطے ہیں اور ان کے اسماء گرامی کیا ہیں جن سے آپ کو فیض حاصل ہوا ہے جونہی حضرت میرزا نے سائل کو جواب دینے کی خواہش ظاہر فرمائی تو آپ کے مُرشد حضرت خواجہ حبیب اللہ عطارؒ آپ پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا "در نظم بیار" یعنی نثر میں نہیں بلکہ نظم میں جواب دیجئے تاکہ راہِ حق کے مسافروں کے لیے یہ کتاب راہبر بنے گی۔

مخزن الاسرار سے حضرت میرزا اکمل کے مجاہدات، ریاضات شاقہ اور احوال و مقامات میں ترقی و اضافہ پانے، منازلِ سلوک طے کرتے میں دُشوار گزار راہوں سے گزرتے اور اس میں مُرشد پاک کی نگرانی، صحیح تربیت، آپ کی امداد اور رہنمائی، نفس اور شیطان کے خلاف زبردست جہاد کرنے اور بالآخر اپنی بلند کرداری سے سب پر فتح پانے کے حالات و واقعات پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ تو گویا اصحابِ قلب و نظر کو راہِ سلوک طے کرنے میں یہ کتاب مشعلِ راہ کا کام دے سکتی ہے۔

حضرت میرزا اکمل نے مخزن الاسرار کا آغاز اس شعر سے کیا ہے ؎

شکر للہ ہر چہ خوش است دولتِ مادر زادم

تا درین منزلِ ویرانہ چنین آدم

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ قصیدہ اسرارِ غیبی اور رازہائے مخفی کا خبر دینے والا ہے یہ نہ صرف کشمیریوں کے لیے بلکہ ملتِ اسلامیہ کے لیے ایک نادر تحفہ ہے اس میں شاعر نے آدمؑ کے وجود کی حقیقت، خلافت اور عظمت کو بیان کرتے ہوئے انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا مدلل تذکرہ کیا ہے۔ کہ انسان کو خدا تعالیٰ نے دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے ساتھ ہی اُسے عقل و فہم کی عظیم دولت سے بھی نوازا ہے تاکہ وہ اس دنیا میں آکر اپنی فہم و فراست کو کام میں لیکر اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچان سکے اور اپنے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر سچا مومن بننے کی کوشش کرے۔ شاعر نے آپؐ کے خاتم النبینؐ ہونے اور شبِ معراج میں سعادت مندی سے مشرف ہونے کا مدلل ذکر کیا ہے۔ جو کچھ اس دنیا میں تخلیق کیا گیا وہ سب اسی ذاتِ مقدس اور متبرک پیغمبرؐ کی خاطر وجود میں لایا گیا اس سلسلے میں میرزا اکمل فرماتے ہیں ؎

اوست مقصود از ان جملہ کہ پیدا کردم
کہ نمے بود، نمے بود بہ آدم دادم

اس ذکرِ خیر کے بعد شاعر نے سلسلہ کبرویہ کا تذکرہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر خود اپنے آپ تک پہنچا کر نہایت ہی حسن و خوبی سے بیان فرمایا ہے اس کو اختتام پر پہنچانے کے بعد حضرت میرزا اکمل نے راہِ سلوک کے دشوار گزار اور کٹھن مقامات کا ذکر کیا ہے جن سے انہیں گزرنا پڑا تھا۔ مقام ناسوت میں گزرتے وقت حضرت میرزا اکمل پر عجیب قسم کی حالتیں طاری ہو جاتی تھیں کبھی دنیاوی خواہشات و لذات اور قربیات اُسے ورغلانے کی کوشش کرتے تھے اور کبھی کوئی گنگناتی ہوئی لطیف اور سریلی آواز ان کے دل میں ایک شور برپا کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت میرزا خود وجد میں آکر رقص کرنے لگ جاتے ؎

Scanned with CamScanner

گاہ از نغمہ و موے بہ دلم شور انداخت
تا بسجدے کہ زجا جستہ برقص افتادم

لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عنایت اور لطف و کرم اس کے شامل حال رہتی تھی فرماتے ہیں ؎

گاہ از صورتِ خوباں کہ تجلی این است
نور حق است بیا خوش کہ درت بگشادم

اگر کبھی اُن کی نظر حسینوں پر پڑتی تھی تو ان حسینوں کی صورت میں انہیں ایک تجلی نظر آتا تھا۔ حقیقتاً یہ تجلیٔ نور حق کا تجلی تھا جس کا وہ مشاہدہ کرتے تھے۔ شاعر مقام ناسوت سے گزر کر مقام ملکوت میں داخل ہونے کا بھی تذکرہ کرتے ہیں جو ایک ایسا مقام ہے جہاں ایک سالک کو معرفتِ خداوندی کی طرف راستہ ہموار ہوجاتا ہے اور اس میں طریقت و سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کا اشتیاق پیدا ہوجاتا ہے اور ایک طالبِ حق اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے۔ اس کے بعد اس کا نفس ایک ایسی لذت کو محسوس کرتا ہے جس کو مزید پانے کے لیے راہِ حق کا طالب زیادہ سے زیادہ ریاضت شاقہ میں مشغول ہوجاتا ہے۔ مقامِ ملکوت کے بعد شاعر نے مقامِ جبروت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے یہی وہ مقام ہے جس میں حضرت میرزا نے انسان کی اصلی حقیقت کو پالیا یعنی انسان اصل میں وہ نہیں جو دیکھنے میں نظر آتا ہے اس کی حقیقت کچھ اور ہے یعنی وہ لافانی اور لازوال ہے ؎

عنصرم گشت بدل بے بدلم من بہ جہاں
نیتم آنچہ تو مے بینی ازان آزادم

مقام جبروت کے بعد حضرت میرزا اکمل نے مقام لاہوت میں قدم رکھا تھا اس مقام کی کیفیت اور ماہیت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا اس کی کوئی نشانی نہیں اس

Scanned with CamScan

مقام میں بغیر بات کئے بات سنائی دیتی ہے لیکن نہ آواز ہے نہ کوئی حرف ہے یہاں کی بات دل کے کانوں سے سنی جاتی ہے اس مقام میں حضرت میرزا نے شراب طہور نوش فرمایا تھا۔ اور اس کی چاشنی ولذت سے سرشار و شاداب ہوئے تھے یہاں تک کہ اُن کا سارا بدن آنکھ ہی آنکھ بن گیا تھا اور ارد گرد کی سب چیزیں ایک دکھائی دی تھیں ان میں یکسوئی پیدا ہوگئی ۔

ہمہ تن چشم شدم این ہمہ سو یکسو شد
دست در دوست زدم دست بخود اُفتادم

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عشق میں ڈوب کر اور اپنے وجود کو مٹا کر ایک سالک کو ہر طرف اُسی ذات پاک کا جلوہ نمایاں ہوجاتا ہے اور اُسے شراب معرفت پینے کا شرف حاصل ہوجاتا ہے اس کے بعد اُسے جو بھی چیز نظر آتی ہے اُس سے "انا الحق" کا نعرہ بلند ہو جاتا ہے ۔

ہر چہ انجا بہ نظر آمد انا لحق مے گفت
ہمچو کوہے بصدا آمدہ زاں فریادم

مقام لاہوت سے نکل کر حضرت میرزا اکمل نے پھر مقام ناسوت کی طرف رجوع کیا تھا لیکن یہ مقام ناسوت وہ مقام نہیں جو ابتدائی ناسوت کا مقام ہے بلکہ میرزا کا یہ مقام لاہوت سے بالاتر ہے یہی وہ مقام ہے جہاں صوفی وحدت الوجود کا قایل ہوجاتا ہے اور اُسے جز ذات اُحد کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا ۔

نیست جُز ذات احد جلوہ نما در دو جہاں
شخص و عکس است در آئینہ دی استادم

یہی وہ مقام ہے جہاں ایک طالب اپنے وجود کو مٹا کر اپنے مطلوب میں اس قدر گم ..

ہو جاتا ہے کہ وہ اُس سے ہم کلام ہوتا ہے اور اپنے مختلف سوالوں کے جوابات اُس ذات پاک سے حاصل کر کے ہی رہتا ہے اس سلسلے میں میرزا اکمل کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں

گفتم ای حق زچہ باطل بظہور آوردی
گفت ترجیعِ حق از جلوۂ باطل دادم

گفتم این وحدت صرف از چہ بکثرت اندود
گفت از بہر تلذ بود این ایجادم

گفتم ای حق دل و جانم فدوی و قربانت
گفت منما ای فضولی کہ منت این دادم

" مخزن الاسرار " کے آخر میں حضرت میرزا لکھتے ہیں کہ سلوک کے راستے پر گامزن ہونے سے مجھ میں نیتی آگئی اور میرا مذہب میرا دین عجز و نیتی ہے اس کے علاوہ مجھے غیبی اسرار و رموز سے آگاہی ملی اور ان اسرار و رموز کی تشریح اِس منظوم قصیدہ میں آپ کے استفادہ کی خاطر بیان کی۔ آخری شعر ملاحظہ ہو

این قصیدہ کہ بود مخزن الاسرار بنام
بہر ارشادِ مرید النت کہ شرحش دادم

—★—

کتابیات

" مخزن الاسرار " ۔ فتحات کبریہ ۔ واقعات کشمیر ۔ تحفہ اکملیہ ۔ تذکرہ اولیائے کشمیر فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۔